105531 ـ ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعہ عقد نکاح کرنا

سوال

کیا انٹرنیٹ پر ویڈیوکیمرہ کے ذریعہ نکاح کرنا صحیح ہے میں نے سنا ہے کہ ایسا کرنا صحیح نہیں، کیونکہ نکاح کی شروط میں مجلس ایك ہونا شامل ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ایجاب و قبول نکاح کے ارکان میں شامل ہوتا ہے، اور ایجاب و قبول کے بغیر نکاح صحیح نہیں.

ایجاب ولی یا اس کے وکیل کی جانب سے صادر شدہ الفاظ کو کہتے ہیں.

اور خاوند یا اس کے وکیل کی جانب سے صادر شدہ الفاظ کو قبول کہا جاتا ہے.

ایجاب و قبول میں شرط یہ ہے کہ یہ ایك ہی مجلس میں ہو، کشاف القناع میں درج ہے:

" جب تك مجلس میں ہوں تو ایجاب کے بعد قبول میں تاخیر صحیح ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اسی مجلس میں کسی دوسرے ایسے کام میں مشغول نہ ہوں جس سے عام طور پر ایجاب و قبول ختم ہو جاتا ہے، چاہے فاصلہ کتنا ہی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا.

اور اگر ایجاب کے بعد قبول کرنے سے قبل جدا ہو جائیں تو عقد نکاح باطل ہو جاتا ہے، اور اسی طرح اگر وہ ایسے کام میں مشغول ہو جائیں جس سے عرف عام میں ایجاب کے بعد قبول ختم ہو جاتا ہے تو بھی عقد نکاح باطل ہو جائیگا، کیونکہ یہ اس عقد سے اعراض ہے، اور انکار کے مشابہ ہے " انتہی بتصرف

دیکھیں: کشاف القناع (5/ 41).

اسی طرح عقد نکاح صحیح ہونے کے لیے گواہ بھی شرط ہیں.

اس بنا پر اہل علم جدید وسائل مثلا ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعہ عقد نکاح کرنے میں اختلاف رکھتے ہیں:

کچھ اہل علم تو گواہی کی عدم موجوگی کی بنا پر اس سے منع کرتے ہیں، لیکن یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیلی فون پر ایك ہی وقت میں موجود دو اشخاص کو ایك ہی مجلس کا حکم دیا جائیگا، اسلامی فقہ اکیڈمی نے بھی اس پر ہی اعتماد کیا ہے.

اور کچھ اہل علم نکاح کی احتیاط کے لیے اس سے منع کرتے ہیں؛ کیونکہ کسی دوسرے کی آواز نکالنا اور اس سے دھوکہ کھا جانا ممکن ہے، مستقل فتوی کمیٹی نے یہی فتوی دیا ہے.

اور کچھ اہل علم نے اس صورت میں جائز ہونے کا فتوی دیا ہے کہ اگر کھلواڑ کا خطرہ نہ ہو یعنی دھوکہ نہ خدشہ نہ ہو تو جائز ہوگا، شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے یہی فتوی دیا ہے.

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اتحاد مجلس یعنی ایك مجلس میں اکٹھے ہونے میں اشکل نہیں ہے، کیونکہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ رابطہ کی صورت میں ایك ہی وقت میں دونوں طرف موجود اشخاص کو ایك ہی مجلس کا حکم حاصل ہوتا ہے.

اور اس عقد نکاح پر گواہی بھی ممکن ہے، وہ اس طرح کہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ متکلم کی آواز سن کر گواہی دی جا سکتی ہے، بلکہ اس ترقی یافتہ دور میں تو وسائل اتنے ترقی کر چکے ہیں کہ ایجاب و قبول کے ذریعہ ولی کو شکل و صورت کا مشاہدہ کرنا بھی ممکن ہے، اور اسی طرح خاوند کو بھی دیکھا جا سکتا ہے.

اس لیے اس مسئلہ میں یہی قول ظاہر ہوتا ہے کہ: اگر کھلواڑ اور دھوکہ کا خدشہ نہ رہے اور خاوند اور ولی کی پہچان ہو جائے اور ایجاب و قبول کو دو گواہ سن رہے ہوں تو ٹیلی فون اور انٹر نیٹ کے ذریعہ نکاح جائز ہے.

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی یہی فتوی دیا ہے، اور مستقل فتوی کمیٹی کے جس فتوی میں احتیاط کی بنا پر اور دھوکہ کے خوف کی وجہ سے اس طرح نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس فتوی کا تقاضہ بھی یہی ہے.

اور جو اور سلامتی و امن چاہے اس کے لیے ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کی بجائے کسی دوسرے کو وکیل بنا کر نکاح کر لینا چاہیے، لہذا خاوند یا عورت کا ولی کسی دوسرے شخص کو اپنا وکیل بنا دے جو دو گواہوں کی موجودگی میں عقد نکاح مکمل کرے.

ذیل میں ہم اہل علم کی کلام اور فتوی جات نقل کرتے ہیں:

اول:

اسلامی فقہ اکیڈمی کا فیصلہ:

جدید وسائل کے ذریعہ معاہدے اور عقد وغیرہ طے کرنے کے متعلق حکم کے بارہ میں فیصلہ نمبر (52) (2 / 6).

فقہ اکیڈمی نے جدید وسائل کے ذریعہ معاہدہ جات طے کرنے جائز قرار دینے کے بعد کہا ہے:

" سابقہ قواعد و اصول نکاح کو شامل نہیں کیونکہ عقد نکاح میں گواہی کی شرط ہے " انتہی

دوم:

مستقل فتوی کمیٹی کا فتوی:

سوال:

اگر نکاح کی شروط اور ارکان متوفر ہوں، لیکن ولی اور خاوند دونوں علیحدہ علیحدہ ملکوں میں ہوں تو کیا ٹیلی فون پر نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" ان ایام میں دھوکہ اور فراڈ کی کثرت اور لوگوں کا ایك دوسرے کی آواز کی نقل اتارنے کی مہارت اور دوسرے کی آواز میں کلام کرنے تجربہ کو دیکھتے ہوئے، حتی کہ اس وقت تو ایك ہی شخص ایك ہی وقت میں چھوٹے بڑے مرد و عورت اور بچوں کی آواز نکالنے کی طاقت رکھتا ہے اور ا نکی آواز میں بات چیت کر سکتا ہے اور مختلف زبانوں میں بات کر کے سامع کے ذہن میں کئی ایك اشخاص ہونے کا گمان ڈال سکتا ہے، حالانکہ حقیقت میں تو وہ اکیلا اور ایك ہی شخص ہے کو مد نظر رکھتے ہوئے.

اور اس کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ میں شرمگاہوں کی حفاظت اور عفت و عصمت کی دیکھ بھال اور دوسرے معاملات سے بھی زیادہ اس میں احتیاط اور دیکھ بھال کو مد نظر رکھتے ہوئے کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ: عقد نکاح میں ایجاب و قبول اور وکیل بنانے کو ٹیلی فون کالز پر انحصار نہ کیا جائے تا کہ شریعت اسلامیہ کے مقاصد پورے ہو سکیں اور شرمگاہوں اور عفت و عصمت کی مزید حفاظت ہو سکے، اور اہل اہواء و خواہش کے پیروکار دھوکہ و فراڈ دینے والے لوگوں کی عزت کے ساتھ نہ کھیل سکیں.

کمیٹی کی رائے یہی ہے کہ عقد نکاح کے ایجاب و قبول اور وکیل بنانے میں ٹیلی فونك رابطوں پر اعتماد نہ کیا جائے؛ تا کہ مقاصد شریعت کو صحیح طرح پورا اور مکمل کیا جا سکے، اور شرمگاہوں اور عفت و عصمت اور عزتوں کی مزید حفاظت کی جا سکے، تا کہ خواہشات کے پیچھے بھاگنے والے اور دھوکہ و فراڈ کرنے والے لوگوں سے کھلواڑ نہ کر سکیں"

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے " انتہی

الشيخ عبد العزيز بن باز.

الشيخ عبد الرزاق عفيفي.

الشيخ عبد اللہ بن غديان.

الشيخ عبد اللہ بن منيع.

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (18 / 91).

سوم:

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتوی:

سوال:

میں ایك لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، لیکن اس لڑکی کا والد کسی دوسرے ملك میں ہے، مالی حالت کے پیش نظر میں اس کے والد کے پاس نہیں جا سکتا تا کہ عقد نکاح کے لیے سب ایك جگہ جمع ہو سکیں، میں بھی کسی دوسرے ملك میں بستا ہوں، تو کیا میرے لیے اس کے والد سے ٹیلی فون کے ذریعہ رابطہ کر کے عقد نکاح کرنا جائز ہے، ایجاب و قبول میں وہ درج الفاظ کہے:

میں نے اپنی فلاں بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کیا، اور میں اسے قبول کر لوں، اور لڑکی بھی اس پر راضی ہو، اور میری اور لڑکی کے والد کی سپیکر پر دو عادل مسلمان گواہ بھی کلام سن رہے ہوں ؟ کیا یہ عقد نکاح شرعی شمار ہو گا یا نہیں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" ویب سائٹ کی جانب سے شیخ ابن باز رحمہ اللہ کو مندرجہ بالا سوال کیا گیا تو انہوں نے درج ذیل جواب دیا:

" جو کچھ سوال میں بیان کیا گیا ہے اگر وہ سب صحیح ہو (اور اس میں کھلواڑ اور دھوکہ نہ ہو) تو پھر مقصد پورا ہو جائیگا، کہ عقد نکاح کی شرعی شروط پوری ہونگی اور اس طرح عقد نکاح بھی صحیح ہوگا "

مزید آپ سوال نمبر (2201) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

والله اعلم .